تابِ سخن

کہنے والے!

جمعہ 22 ربیع الاول 1430ھ 20 مارچ 2009ء

کہتے ہیں مشکلیں آسان ہوگئیں، وہ صبح طلوع ہوگئی جس صبح کی امید پر کئی لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے، کہنے کو تو وہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے تو بہت پہلے ہی کہہ دیا تھا ایسا ہونا ناممکن نہیں، دیکھو ہو گیا چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری اپنے عہدے پر بحال کر دیئے گئے، لوگ تو لوگ ہیں امید کے سہارے زندہ رہتے ہیں، اسی امید کے سہارے ہر کسی کے کہنے سننے میں آجاتے ہیں، آتے کیا ہیں الٹا اپنی جان سے ہی چلے جاتے ہیں، چنانچہ امید کا یہ ناطہ انسان کے ساتھ جڑا ہوا ہے، اب امید کا ایک اور دیا روشن ہو چکا ہے، یہ دیا سپریم کورٹ کے چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کی اپنے عہدے پر دوبارہ بحال کر دیے جانے کے بعد عوام کے دلوں میں امنگوں اور آرزؤوں کی صورت میں روشن ہوا ہے، حکومتی حلقہ احباب کی طرف سے یہ کہا جارہا ہے کہ تمام معاملات طے ہو چکے ہیں، اب خون خرابے کے بغیر افہام وتفہیم کے ذریعے سے تمام معاملات حل کر لیے جائیں گے، عوام ہی تو ہیں اپنے حکمرانوں کی یہ بات بھی تسلیم کرلیں گے اس امید پر کہ اب سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا، ہمیں انصاف ملے گا، سستا انصاف، ایسا انصاف کہ پھر کوئی ظالم اور جابر یہ ہمت نہیں کر سکے گا کہ وہ کسی غریب کے منہ سے نوالہ چھین سکے اور ساتھ ہی یہ امید بھی کہ اسی انصاف کی برکت سے ملک میں خوشحالی آئے گی، ملک ترقی کرے گا، غربت کا خاتمہ ہوگا اور لکھنے والا مؤرخ جب اس دور کی تاریخ لکھے گا تو اس دور کو امن وسکون کا گہوارہ قرار دے گا۔

کہنے والے کہتے ہیں کہ افتخار محمد چوہدری کی جرأت اور استقامت نے اس عوام کے جسم میں ایک نئی روح پھونک دی اور پوری قوم چیف جسٹس صاحب کے شانہ بشانہ کھڑی ہوگئی، اگرچہ بعض قوتیں ایسی تھیں جو ان کی اپنے عہدے پر بحالی نہیں چاہتی تھیں، لیکن عوام نے ایک بار پھر ثابت کر دیا کے وہ آج بھی ایک غیور قوم ہے جو ہمیشہ حق کا ساتھ دیتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا بھر کی مہذب قومیں ہمیشہ اپنے ماضی سے یاد رکھی جاتی ہیں اور عدل وانصاف کی بناء پر ہی قومیں ترقی کی منازل طے کرتی ہیں، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا کہ کیا یہاں پر آکر ہمارا سفر اختتام پذیر ہوگیا؟ کیا اس مقام پر پہنچ کر ہم اس جگہ پہنچ چکے ہیں جہاں پہنچ کر ہم مطمئن رہ سکیں؟ اب سے پہلے بھی تو کتنی مرتبہ ہم اسی بھروسے اور اعتماد کے ہاتھوں اپنا سب کچھ گنوا چکے ہیں، اگر ہمارا یہ سفر یہیں تک تھا تو پھر ہمیں خوشیاں بھی منانا چاہیے اور چراغاں بھی کرنا چاہئے اور اگر ہمارا سفر اس ملک کو سنوارنے کا تھا تو یقین مانیے کہ ابھی اس سفر کا صرف پہلا مرحلہ ہم نے خوش اسلوبی سے طے کیا ہے، ابھی آگے اور بہت سی مشکلات ہیں بہت سے کام ایسے ہیں جو ہمیں کرنے ہیں اس ملک کے لیے اس ملک کے تابناک مستقبل کے لیے تاکہ پھر کوئی آمر یہ جرأت نہ کر سکے کہ وہ جمہوریت پر شب خون مار سکے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ افتخار محمد چوہدری صاحب نے ایک جرأتمندانہ اقدام اٹھایا وہ اس مرحلے پر جو کر سکتے تھے انہوں نے وہ کیا، ہم امید کرتے ہیں کہ وہ آئندہ بھی وہی کریں گے جو ان کے منصب کے شایان شان ہوگا، اور وہ تمام راہنما بھی مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے سچ کا ساتھ دیا، یہاں سوال کسی ایک کی ذات کا نہیں اس ملک کا ہے اس ملک کے مستقبل کا ہے، خدا کرے افتخار محمد چوہدری صاحب عوام کی توقعات پر آئندہ بھی پورا اتر سکیں، وہ لوگ وہ گھرانے جن کی آنکھیں آج بھی انصاف کی متلاشی ہیں انہیں اب امید ہو چلی ہے کہ انہیں انصاف مہیا ہوگا۔

چیف جسٹس صاحب آپ کو مبارک ہو! لیکن خدارا اس عوام کو مایوس مت کیجئے گا خاص کر ان لوگوں کو تو بالکل نہیں جو اپنے کاندھوں پر بڑھاپے کی حالت میں اپنے مقتولین کے خون کا بوجھ لے کر آپ کے در پہ انصاف کے منتظر ہیں، وہ مسجد وہ مدرسہ بھی آپ سے انصاف کا طالب ہے جس کے اوپر بسنے والوں پر آگ وخون کی بارش برسا دی گئی اور قال اللہ وقال الرسول کہنے والوں کی زبانیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاموش کر دی گئیں، بے شک وہ مجرم تھے وہ باغی تھے لیکن وہ جیتے جاگتے انسان بھی تھے وہ اسی ملک کے باشندے تھے ان پر وہی حقوق عائد ہوتے تھے جو اس ملک کے تمام شہریوں کو یکساں طور پر حاصل ہیں، ان مظلوموں میں نو اور دس سال کی وہ معصوم طالبات بھی تھیں جو دہشت گردی کے مطلب سے بھی یقیناً پوری طرح ناآشنا تھیں چہ جائیکہ وہ کسی دہشت گردی میں ملوث ہوتیں، لیکن ان معصوموں کو بھی آگ وخون کی اس بارش میں لپیٹ دیا گیا آخر کس جرم کی پاداش میں؟ اگر آج آپ نے ان کو انصاف فراہم نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول کے یہ واث روزِ محشر اپنے زخموں سے چھلنی اجسام کو لے کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر انصاف کے طالب ہوں گے اور وہ ظالم جنہوں نے ان کے ساتھ ظلم کیا تھا وہ اس کی بارگاہ میں جوابدہ ہوں گے، اس وقت ہر وہ بااختیار فرد بھی جوابدہ ہو گا جس نے ظلم کو ہوتے ہوئے دیکھ کر بھی اس ظلم کے خلاف کچھ نہیں کیا وہ تمام لوگ جو آپ کے در سے انصاف کے طالب ہیں ان کی دادرسی کرنا آپ کا فرض بھی ہے اور آپ پر قرض بھی، جسٹس صاحب! اس امید کو مدھم مت پڑنے دیجئے گا، کیا معلوم آپ کے در سے ملنے والا انصاف اس ملک تقدیر جگمگا دے۔

اس لیے کے میرے نبی سید الکونین ﷺ فرمایا تھا کہ تم سے پہلے بھی بہت سی قومیں صرف اس وجہ سے تباہ

ہو گئیں کہ وہ ظلم کو ہوتا دیکھ کر بھی ظلم کو نہیں روکتی تھیں۔ چیف جسٹس صاحب آپ کے در پر وہ مائیں بھی آس لگائے بیٹھی ہیں جن کے جواں سال بیٹوں کو اٹھا کر نا معلوم مقام پر منتقل کر دیا گیا اتنے سال گذرنے کے باوجود بھی آج تک ان کا کچھ پتہ نہ چل سکا کہ وہ کہاں ہیں کس حال میں ہیں، اس لیے کہ روزِ محشر یہ مقدمہ بھی کائنات کے مالک حقیقی کے دربار میں پیش ہو گا، جس کی باز پرس ہر اس بااختیار فرد سے کی جائے گی جو سب کچھ کر سکنے کے باوجود بھی کچھ نہ کر سکا، اگر آج آپ نے ان مظلوموں کو انصاف فراہم کر دیا تو آپ کی طرف سے ملنے والا یہ انصاف آپ کو دنیا و آخرت کی کامیابی سے نواز دے گا، ظلم تو پھر ظلم ہی ہوتا ہے خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ اور اللہ تعالیٰ مظلوم کی آہ کو رد نہیں کرتا، تاریخ آپ کے سامنے ہے فیصلہ آپ نے کرنا ہے، عوام کا جو کام تھا وہ عوام نے کر دیا اب یہ عوام ایک بار پھر سے امید کے سہارے جئے گی، قوم کی اسی امید پر اس ملک کے مستقبل منحصر ہے۔

اس ملک کی عوام نے آپ سے بہت سی امیدیں وابستہ کر لی ہیں، اگرچہ ابھی بہت سے کام ایسے باقی ہیں جو اس قوم نے کرنے ہیں اس قوم کے ہر ہر فرد نے کرنے ہیں، حکمرانوں نے کرنے ہیں، سیاستدانوں نے کرنے ہیں، کہنے والے تو کہتے ہی رہتے ہیں اور اب یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ اب سب کچھ اچھا ہو جائے گا، خدا کرے ایسا ہی ہو۔!!!